٥٧- الجاحظ، البيان والتبيين ٣ ، ٨٣
٥٨- تاج العروس ٥ ، ١٦١
٥٩- نفس المصدر ايضاً
٦٠- ابو العلاء المعرى، رسالة الغفران
٦١- تاج العروس ٩ ، ٢٣٠ (متن)
٦٢- ابن رشيق القيروانى، العمدة ١، ٢٠٢ ، ٢٩١
٦٣- المرزبانى، الموشح ٣٩
٦٤- نفس المصدر
٦٥- ابن عبدربه، العقد الفريد ٣، ٩٠
٦٦- جواد على، المفصل ٩، ٢٠١١
٦٧- نفس المصدر ٩ ، ٢٠١
٦٨- شوقى ضيف - فصول فى الشعر و نقده دارالمعارف مصر ص ٣٧ ، ٣٨
٦٩- نفس المصدر
٧٠- بروكلمن، تاريخ الادب العربى ١/٥٣
٧١- طه حسين، فى الادب الجاهلى دارالمعارف (٢٥٨) مصر
٧٢- نفس المصدر -

*غزل کاشمیری

# حضرت ابو ہریرہؓ (۱۹ تا ۵۹ھ ق)

## تعریف

آپ عبدالرحمان بن صخر دوسی یمانی ہیں۔ جاہلیت میں آپ کا نام عبدالشمس تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا نام عبدالرحمان رکھا تھا۔ حضرت ابوہریرہ اپنی کنیت سے اس قدر مشہور ہو گئے کہ یہ آپ کے نام پر غالب آ گئی ہے۔ نام تو تقریباً بھلا دیا گیا ہے۔ آپ سے پوچھا گیا کہ یہ کنیت کیوں اختیار کی؟ تو جواب دیا کہ میری کنیت ابوہریرہ اس لیے پڑی کہ مجھے ایک بلی ملی تھی۔ میں نے اسے اپنی آستین میں چھپا لیا۔ لہٰذا مجھے ابو ہریرہ کہتے ہیں[۱]۔ بچپن میں آپ اپنے گھر والوں کی بکریاں چرایا کرتے تھے۔ اور اپنی بلی سے کھیلا کرتے تھے۔ آپ کہا کرتے تھے "مجھے ابوہریرہ کی کنیت سے مت پکارا کرو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے "ابو ہر" کہا تھا۔ مذکر مؤنث سے بہتر ہوتا ہے"[۲]۔ آپ گندم گوں لمبے قد کے انسان تھے۔ شانے چوڑے چکلے تھے۔ دو زلفیں تھیں۔ سامنے کے دانت کھلے ہوئے تھے۔ آپ بالوں کو سرخ رنگ دیا کرتے تھے۔ آپ کی داڑھی کا رنگ کبھی سرخ اور کبھی سفید ہوتا تھا اور بال نرم تھے۔[۳] خباب بن عروہ نے آپ کے سر پر کالے رنگ کا عمامہ دیکھا تھا۔ جب آپ کے حالات سدھر گئے تو آپ نے ریشم بھی پہننا شروع کر دیا تھا[۴]۔

## اسلام

فتح خیبر کے ایام میں ابوہریرہ مدینہ سے ہجرت کر کے آئے تھے۔ یہ سات ہجری کا واقعہ ہے۔ آپ یمن میں طفیل بن عمرو کے ہاتھ پر ایمان لا چکے تھے۔ مدینہ پہنچ کر آپ نے سباع بن عرفطہ کے پیچھے نماز پڑھی جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ خیبر کے دوران مدینہ کا نائب مقرر کیا تھا[۵]۔ آپ زندگی کے آخری قدم تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے۔ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کے لیے خود کو وقف کر رکھا۔ اور زندگی بھر آپ سے علم شریعت

---

*اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اسلامیات، اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور

حاصل کرتے رہے ۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہا کرتے تھے ۔ اور آپؐ کے ساتھ آپؐ کے گھر میں داخل ہوتے تھے ۔ حج و غزوہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوتے تھے۔قیام و سفر اور لیل و نہار میں آپ کے رفیق کار ہوتے تھے یہی وجہ ہے کہ حضرت ابو ہریرہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گہرا پاکیزہ علم حاصل کیا تھا۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چار برس تک رہے ۔ آپ نے ''صفہ'' کو اپنا ٹھکانہ بنا لیا تھا ۔ معمولی سے گزر اوقات میں آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت سر انجام دیتے تھے ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو ''اہل صفہ'' کا نگران مقرر فرمایا تھا ۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت ابو ہریرہ مراتب ''اہل صفہ'' کو سب سے بہتر طور پر جانتے تھے[۶] ۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیم وسلم سے بہت زیادہ محبت کیا کرتے تھے ۔ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو مارنے کے لیے درہ اٹھایا تھا ۔ اس دن کے بارے میں حضرت ابو ہریرہ فرمایا کرتے تھے: ''اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے وہ درہ مار دیتے تو میرے لیے سرخ اونٹوں سے زیادہ بہتر ہوتا[۷]'' ۔

حضرت (ابوہریرہ) بہت متورع مزاج اور سنت پر سختی سے کاربند رہنے والے انسان تھے ۔ لوگوں کو لذات اور شہوات دنیا میں ڈوب جانے سے منع کیا کرتے تھے[۸] ۔ آپ نیکی کا حکم دیا کرتے تھے اور برائی سے منع کیا کرتے تھے ۔ اس معاملہ میں آپ امیر و غریب اور معزز اور فقیر میں کوئی فرق روا نہیں رکھتے تھے ۔ اس سلسلے میں آپ سے بے شمار واقعات مشہور ہیں[۹] ۔ آپ ظاہر و باطن میں خدا سے بہت ڈرا کرتے تھے ۔ اور لوگوں کو بھی اللہ کی یاد اور اس کی اطاعت کی ترغیب دیا کرتے تھے[۱۰] ۔

آپ نہایت عبادت گزار انسان تھے ۔ دن کو روزہ رکھتے تھے ۔ اور شب کو عبادت الٰہی میں مصروف رہتے تھے ۔ آپ ، آپ کی بیوی اور بیٹی قیام لیل کے لیے ایک دوسرے سے تعاون کیا کرتے تھے ۔ آپ کثیر الصدق تھے ۔ آپ کے گھر ، حجرہ اور دروازے پر سجدہ گاہیں بنی ہوئی تھیں جب گھر سے نکلتے تھے تو تمام جگہوں پر سجدہ کرتے تھے ۔ اور جب داخل ہوتے تھے تو سب جگہوں پر سجدہ کرکے داخل ہوتے تھے ۔

### فقر و عفاف

آپ فقراء و مساکین کے اعلام میں سے تھے ۔ آپ نے انتہائی فقر میں بھی صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا ۔ حتیٰ کہ بھوک کی وجہ سے اپنے پیٹ پر پتھر بھی باندھا

کرتے تھے آپ کو شب و روز میں اتنا بھی حاصل نہ تھا جس سے آپ کی کمر سیدھی ہو جائے - خود فرماتے ہیں: ''خدا کی قسم پیٹ کے اندر کچھ ڈالنے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چمٹا رہتا تھا - یہاں تک کہ بعض اوقات باسی روٹی بھی کھانی پڑتی تھی - میں نے کبھی حریر نہیں پہنا - فلاں اور فلانیہ میری کوئی خدمت نہیں کرتے تھے - جو آیت مجھے یاد ہوتی وہ کسی آدمی کو پڑھاتا تا کہ وہ مجھے اپنے گھر لے جا کر کھانا کھلائے''۔[11] پھر فرماتے ہیں: ''میں اہل صفہ کے ستر آدمیوں میں تھا - کسی آدمی کے پاس رداء نہیں ہوتی تھی - صرف پردہ یا کساء ہوتی تھی جسے اپنی گردنوں میں ڈال کر وہ باندھ لیتے تھے''[12] -

امام التابعین سعید بن مسیب فرماتے ہیں: ''میں ابو ہریرہ کو بازار میں گھومتا ہوا دیکھتا تھا - پھر وہ اپنے اہل و عیال کے پاس آتے اور فرماتے کیا تمہارے پاس کھانے کے لیے کوئی چیز ہے؟''- اگر گھر والے کہتے: ''نہیں ہے'' تو فرماتے: ''آج میں روزے سے ہوں''[13] - آپ اللہ کی رحمت پر قانع اور راضی رہنے والے تھے-جب آپ کے پاس کسی دن پندرہ کھجوریں آتیں تو پانچ سے روزہ افطار کرتے اور پانچ سے سحری کرتے تھے - اور پھر پانچ کو افطار کے لیے رکھ دیتے[14] - آپ اللہ کا بہت زیادہ شکر کرنے والے انسان تھے - اللہ نے جو فضل و خیر آپ کو عطا کیا تھا اس پر اللہ کی بہت بہت حمد و ثناء کیا کرتے تھے[15] -

## سخاوت

حضرت ابو ہریرہ اپنے فقر کے باوجود عفیف النفس اور سخی اللسان تھے - ہمیشہ نیکی کو پسند کرتے تھے اور اپنے ضیوف کی عزت کیا کرتے تھے - جو کچھ آپ کے ہاتھ میں ہوتا تھا اس میں بخل کا مظاہرہ نہیں کیا کرتے تھے - چاہے وہ قلیل ہی کیوں نہ ہو -

آپ اپنی عسرت کی پوری زندگی میں اسلام ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کے مہمان رہے - لیکن جب اللہ نے آپ کو غنی کر دیا تو آپ سنگ دل نہیں بنے بلکہ آپ جود و کرم کا علم بن گئے -

طفاوی کہتے ہیں: ''میں مدینہ میں ابو ہریرہ کے ہاں چھ ماہ تک ٹھہرا - میں نے اصحاب رسولؐ میں سے آپ سے بڑھ کر مہمانوں کی نگہداشت کرنے والا کوئی نہیں دیکھا''[16] -

## بحرین کی ولایت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو ہریرہ کو علاء بن خضرمی کے ساتھ بحرین بھیجا تا کہ وہاں اسلام پھیلائیں - مسلمانوں میں تفقہ پیدا کریں - اور انہیں دین کی تعلیم دیں - وہاں حضرت ابو ہریرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کرتے تھے - اور لوگوں کو فتویٰ دیا کرتے تھے - عہد عمرؓ میں آپ بحرین کے عامل تھے - آپ حضرت عمرؓ کی خدمت میں دس ہزار درہم لائے حضرت عمرؓ نے پوچھا : ''اللہ اور اس کی کتاب کے دشمن تم نے اس قدر مال جمع کر لیا ہے ؟''- حضرت ابو ہریرہ نے کہا: ''میں اللہ اور اس کی کتاب کا دشمن نہیں ہوں بلکہ جو شخص ان دونوں کا دشمن ہے اس کا دشمن ہوں'' - حضرت عمرؓ نے پوچھا: ''پھر تم یہ مال کہاں سے لائے ہو؟'' حضرت ابو ہریرہ نے جواب دیا : ''میرے گھوڑوں کی افزائش نسل ہوئی ہے - میرے غلاموں کا غلہ تھا - اور اس کے علاوہ مجھے مسلسل ملنے والے عطیات ہیں'' - چنانچہ اس بات کی تحقیق کی گئی تو ایسا ہی ثابت ہوا[۱۷] -

حضرت ابو ہریرہ سے ایک روایت ہے: ''میرے گھوڑے تھے جنھوں نے آپس میں افزائش نسل کی اور میرے حصے میں آنے والا مال اور مجھ سے بارہ ہزار لیے گئے''[۱۸] - ایک اور روایت میں ہے حضرت عمرؓ نے حضرت ابو ہریرہ سے پوچھا: ''تم نے امارت کو کیسا پایا؟''- تو حضرت ابو ہریرہ نے جواب دیا: ''آپ نے مجھے امیر بنا کر بھیجا جب کہ میں اسے نا پسند کرتا تھا - اور آپ نے مجھ سے امارت چھین لی ہے جبکہ میں اسے پسند کرنے لگا ہوں''- پھر بحرین سے اکٹھے کیے ہوئے چار ہزار درہم حضرت عمرؓ کی خدمت میں پیش کیے - حضرت عمرؓ نے پوچھا: ''تم نے کسی پہ ظلم تو نہیں کیا؟''-جواب دیا:''نہیں''- حضرت عمرؓ نے پوچھا: ''اپنی ذات کے لیے کیا لائے ہو؟''-جواب دیا:''بیس ہزار درہم'' حضرت عمرؓ نے کہا: ''تم اپنا اصل زر اور گزارا کے لیے کچھ مزید رقم رکھ لو - باقی سب بیت المال میں جمع کرا دو'' - حضرت عمرؓ نے حضرت ابو ہریرہ کو اتنا حصہ دیا جو باقی اعمال کو دیتے تھے - حضرت ابو ہریرہ کہا کرتے تھے : ''اے اللہ امیرالمومنین کو معاف کر دے''[۲۰] - اس کے بعد حضرت عمرؓ نے حضرت ابو ہریرہ کو پھر والی بنانے کی کوشش کی تو انھوں نے انکار کر دیا - حضرت عمرؓ نے کہا: ''تم عامل بننا کیوں نا پسند کرتے ہو ؟ حالانکہ تم سے بہتر ایک شخص یوسف علیہ السلام نے عامل بننے کی خواہش ظاہر کی تھی'' - حضرت ابو ہریرہ نے کہا: ''یوسفؑ نبی ابن نبی تھے - اور میں ابو ہریرہ بن امیمہ ہوں - میں تمھارا عامل بننے سے تین بار اور دو بار ڈرتا ہوں'' - حضرت عمر نے پوچھا: ''تم نے سیدھی طرح

یہ کیوں نہیں کہہ دیا کہ میں پانچ بار ڈرتا ہوں ؟"۔ حضرت ابو ہریرہ نے کہا: "میں بغیر علم کے کوئی بات کہنے اور بغیر حلم کے کوئی فیصلہ کرنے سے ڈرتا ہوں ۔ اور اس بات سے بھی ڈرتا ہوں کہ میری پیٹھ پر کوڑے برسائے جائیں ۔ میرا مال چھینا جائے اور میری آبرو کو خاک میں ملایا جائے"[۲۱] ۔

## فتن سے دوری

جس دن حضرت عثمانؓ کو ان کے گھر میں نظر بند کر دیا گیا تھا تو جو صحابہ اور ان کے بیٹے حضرت عثمانؓ کے دفاع کی خاطر ان کے گھر میں تھے ۔ حضرت ابو ہریرہ ان میں شامل تھے۔ حضرت عثمانؓ کی اولاد نے آپ کا یہ احسان ہمیشہ یاد رکھا ۔ اور آپ کا نہایت احترام کیا کرتے تھے ۔ جب حضرت ابو ہریرہ فوت ہوئے تو اولاد عثمانؓ نے بقیع تک آپ کا جنازہ اٹھائے رکھا ۔[۲۲]

شہادت عثمانؓ کے بعد جن فتن نے سر اٹھایا حضرت ابو ہریرہ ان سے کنارہ کش رہے ۔ کسی فتنہ میں ان کی شرکت ثابت نہیں ہے ۔ آپ بعض اوقات لوگوں کو بھی فتن سے دور رہنے کی تلقین کیا کرتے تھے ۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان فرمایا کرتے تھے ۔

"ستکون فتن القاعد فیها خیر من القائم والقائم فیها خیر من الماشی والماشی فیها خیر من الساعی من یتشرف لها تستشرفه فمن وجد فیها ملجأ او معاذا فلیعذبه"[۲۳]۔

ترجمہ : عنقریب فتن برپا ہوں گے ۔ ان میں بیٹھا رہنے والا کھڑا رہنے والے سے بہتر ہوگا ۔ اور کھڑا رہنے والا چلنے والے سے بہتر ہوگا ۔ اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔ جو فتن کو جھانک کر دیکھے گا فتن اس پر ٹوٹ پڑیں گے ۔ جس کو جہاں بھی پناہ گاہ یا ٹھکانہ میسر آ جائے وہ وہاں سر چھپا لے ۔

حضرت معاویہؓ نے اپنی حکومت کے دوران آپ کو مدینہ کا عامل مقرر کیا تھا ۔ جب حضرت معاویہؓ پر آپ ناراض ہوئے تو آپ کو معاویہؓ نے معزول کر دیا ۔ اور مروان کو عامل بنا کر بھیج دیا ۔ لیکن جب مروان حج کو جاتا تو حضرت ابو ہریرہ کو مدینہ پر نائب مقرر کرتا تھا ۔[۲۴]

## مزاح

حضرت ابو ہریرہ پاکیزہ دل ، صاف باطن اور حسن معاشرت سے مزین انسان

تھے - بعض اوقات فقر و صبر بھی انسان میں مزاح کی حس بیدار کر دیتے ہیں - مگر اس کے باوجود حضرت ابوہریرہ ہر چیز کے حقوق کا خاص خیال رکھتے تھے - آپ نے دنیا کی طرف ایک مسافر کی طرح دیکھا - امارت سے آپ کی ذات میں غرور و نخوت پیدا نہیں ہوا - بلکہ دوران امارت آپ کی تواضع اور حسن خلق کا مزید مظاہرہ ہوتا تھا - بعض اوقات مروان آپ کو مدینہ پر عامل مقرر کرتا - آپ گدھے پر سوار ہوتے اپنے اوپر کردعہ (گدھے پر ڈالنے والی چادر) لپیٹ لیتے - اپنے سر پر کھجور کے پتوں کا حلقہ بناتے اور چل پڑتے - جو آدمی ملتا اسے کہتے: "راستہ صاف کرو امیر آ رہے ہیں۔"[۲۵]

حضرت ابو ہریرہ بازار سے گزرتے تو لکڑیوں کا گٹھا آپ کی پیٹھ پر ہوتا - ان دنوں آپ مروان کے امیر تھے - ثعلبہ بن ابی مالک قرظی سے کہتے: "اے ابن مالک امیر کے لیے راستہ وسیع کرو"۔ ثعلبہ کہتا: "اللہ آپ پر رحم کرے کیا یہ راستہ کافی نہیں ہے؟"۔ حضرت ابو ہریرہ فرماتے: "امیر کے لیے راستہ وسیع کرو اس کے اوپر لکڑیوں کا گٹھا بھی تو ہے -"[۲۶]

آپ بچوں کے دلوں میں سرور پیدا کر کے بہت لطف محسوس کیا کرتے تھے - بچے جب رات کے وقت کوے کا کھیل کھیلتے تو ان کے درمیان چپکے سے داخل ہو جاتے - بچے بالکل بے خبر ہوتے - پھر اپنے آپ کو ان کے درمیان گرا دیتے - اور اپنے پاؤں زمین پر مارنے لگتے تھے - گویا کہ آپ مجنوں ہیں - اسی طرح سے آپ انہیں ہنسانا چاہتے، بچے آپ سے خوفزدہ ہو کر ادھر ادھر بھاگ جاتے تھے -[۲۷] ابو رافع کہتے ہیں، "ابو ہریرہ نے ایک دن مجھے رات کے کھانے پر دعوت دی، کہنے لگے: "اپنے امیر کے لیے ہڈی رہنے دو" - ابو رافع کہتے ہیں: "جب میں نے دیکھا تو وہ زیتون کا ثرید تھا -"[۲۸]

## آپ کی وفات

حضرت ابو ہریرہ کی وفات پر علماء کے کئی اقوال کی وجہ سے اختلاف ہے - ہشام بن عروہ کہتے ہیں: "حضرت ابو ہریرہ اور حضرت عائشہ ۵۷ھ میں فوت ہوئے" - یہ مدائنی اور علی بن مدائنی کی رائے ہے - ابو معشر کہتے ہیں: "حضرت ابو ہریرہ ۵۸ھ میں فوت ہوئے"۔ واقدی اور ابو عبید کہتے ہیں، ابو ہریرہ ۵۹ھ میں ۷۸ برس کی عمر میں فوت ہوئے۔ رمضان ۵۸ھ میں آپ نے حضرت عائشہ کی نماز جنازہ پڑھائی - شوال ۵۹ھ میں ام سلمہ کی نماز جنازہ پڑھائی اس کے بعد آپ بھی فوت ہو گئے -[۲۹]

واقدی کی روایت (جس میں ۵۹ھ میں وفات کا ذکر ہے) کو ابن حجر ذکر کرنے کے بعد کہتے ہیں یہ واقدی کی اغلاط صریحہ میں سے ہے - حضرت ام سلمہ ۶۱ھ تک زندہ رہیں - صحیح مسلم میں ثابت شدہ دلیل موجود ہے - ظاہر یہ ہوتا ہے کہ جس کی نماز جنازہ حضرت ابو ہریرہ نے پڑھائی اور پھر خود اسی سال فوت ہو گئے وہ عائشہؓ تھیں - جیسا کہ ہشام بن عروہ نے کہا: ''عائشہ اور ابو ہریرہ ایک ہی سال میں فوت ہوئے۔''[٣٠]

میں کہتا ہوں ام سلمہؓ کی وفات کے بارے میں واقدی کی غلطی سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس نے حضرت ابو ہریرہ کی وفات کا سن بتانے میں غلطی کی ہے- ابن کثیر نے کہا ''صحیح بات یہ ہے کہ ام سلمہ کی وفات ابو ہریرہ کی وفات کے بعد ہوئی ہے - کئی علماء نے کہا کہ حضرت ابو ہریرہ ۵۹ھ میں فوت ہوئے'' -[٣١] آپ کے جنازے میں صحابہ میں سے حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت ابو سعیدخدری شریک ہوئے- مروان بھی نماز جنازہ میں شریک تھا - ابن عمرؓ جنازہ کے آگے آگے چل رہے تھے - اور ابو ہریرہ کے لیے رحم کی دعا کرتے جاتے تھے[٣٢] - حضرت عثمانؓ کے بیٹوں نے اس احسان کی وجہ سے آپ کا جنازہ بقیع تک اٹھایا جو آپ نے حضرت عثمانؓ کے ساتھ روا رکھا تھا-[٣٣]

## علمی زندگی

آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چار برس تک رہے - آپ سے بہت کچھ سنا - دقایق سنت کا مشاہدہ کیا اور تطبیق شریعت کو محفوظ کیا - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی آپ کی منزلت کو پہچان لیا تھا - اور علاء بن حضرمی کے ساتھ آپ کو بحرین بھیجا وہاں آپ مؤذن و امام مقرر ہوئے - جو کچھ حضرت ابو ہریرہ پوچھتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جواب دینے میں کبھی دیر نہ لگاتے تھے - کیونکہ آپ حضرت ابو ہریرہ کی طلب علم کی حرص کو بخوبی جانتے تھے- ایک دن حضرت ابوہریرہ نے عرض کی: ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے روز آپ کی شفاعت سے سب سے زیادہ سعادت مند کون ہوگا؟''- آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے ابو ہریرہ میرا بھی یہی خیال تھا کہ اس حدیث کے بارے میں تم سے پہلے کوئی نہیں پوچھے گا - کیونکہ حدیث کے بارے میں تمہاری شدید حرص کو میں جانتا ہوں - قیامت کے روز میری شفاعت سے سعادت مند وہ شخص ہوگا جو خلوص دل کے ساتھ لا الہ الا اللہ کہے گا۔''[٣٤]

آپ کی حیات کا مقصد طلب علم اور تفقہ فی الدین تھا - ایک آدمی زید بن ثابتؓ کے پاس آیا - اور کسی چیز کے بارے میں پوچھا تو زیدؓ نے اس سے کہا: ''یہ بات ابو ہریرہ سے پوچھو کیونکہ ایک دن میں، ابو ہریرہ اور فلاں آدمی مسجد میں تھے - ہم اللہ سے دعا مانگ رہے تھے اور اسے یاد کر رہے تھے - اچانک

ہمارے سامنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نمودار ہوئے - اور ہمارے پاس آ کر بیٹھ گئے - ہم خاموش ہو گئے - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس شغل میں تم مصروف ہو اسے پھر شروع کرو'' - زید نے کہا: ''میں نے اور میرے ساتھی نے ابو ہریرہ سے قبل دعا مانگی - تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری دعا پر آمین کہی - پھر ابو ہریرہ نے دعا مانگی اور کہا: ''اے اللہ میں تجھ سے وہ مانگتا ہوں جو میرے ان دو ساتھیوں نے مانگا ہے - اور میں تجھ سے نہ بھولنے والا علم مانگتا ہوں'' - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آمین کہی - ہم نے کہا یا رسول اللہ ہم بھی نہ بھولنے والا علم مانگتے ہیں - تو آپ نے فرمایا: ''یہ دوسی لڑکا تم سے پہل کر چکا ہے''-۳۵

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کہا: ''تم مجھ سے ان غنائم میں سے کیوں نہیں مانگتے جن میں سے تمہارے ساتھی مانگتے ہیں ؟''- میں نے کہا: ''میں آپ سے وہ علم مانگتا ہوں جو اللہ نے آپ کو سکھایا ہے'' - چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری پیٹھ پر پڑی ہوئی دھاری دار چادر اتاری اسے اپنے اور میرے درمیان پھیلا دیا - میں ابھی تک اس جوں کو دیکھ رہا ہوں جو اس چادر پر رینگ رہی تھی - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے حدیث بیان فرمائی اور میں نے اسے اچھی طرح یاد کر لیا - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : ''اس چادر کو جمع کر لو اور اسے اپنی طرف مانوس کر لو''- اس کے بعد جو بات بھی مجھ سے بیان فرمائی میں اس میں سے ایک بات بھی نہیں بھولا-''۳۶ اس کے علاوہ اور بے شمار روایات ہیں جو طلب حدیث پر حضرت ابو ہریرہ کی حرص شدید کو ثابت کرتی ہیں - اور جن سے ثابت ہوتا ہے کہ جو کچھ حضرت ابو ہریرہ چاہتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے لیے دعا فرماتے تھے -

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صحابہ کرام نے بھی آپ کی قدر و منزلت کا لحاظ رکھا - آپ مسجد رسول میں حدیث بیان کیا کرتے تھے - آپ علماء صحابہ اور کبار صحابہ کی موجودگی میں لوگوں کو فتویٰ دیا کرتے تھے - بعض صحابہ مثلاً حضرت زید بن ثابتؓ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ فتویٰ پوچھنے والوں کو حضرت ابو ہریرہ کے پاس بھیجا کرتے تھے - حضرت معاویہ بن عیاشؓ کہتے ہیں کہ وہ ابن زبیرؓ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے - محمد بن عیاش بن بکیر آئے - انہوں نے ایسے شخص کے بارے میں فتویٰ پوچھا جس نے دخول سے قبل

اپنی بیوی کو طلاق دے دی تھی - انھوں نے ان کو حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابن عباسؓ کی طرف بھیج دیا - یہ دونوں حضرات حضرت عائشہؓ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے - یہ آدمی ان کے پاس گیا اور ان سے فتویٰ پوچھا - حضرت ابن عباسؓ نے کہا: ''ابو ہریرہ اسے فتویٰ دو - تمہارے پاس ایک پیچیدہ مسئلہ آ گیا ہے۔'' حضرت ابو ہریرہ نے کہا: ''ایک طلاق سے بیوی جدا ہو گئی - اور تین سے حرام ہو گئی''۔۲۷ شاید حضرت ابو ہریرہ نے حضرت عمرؓ کے اس فتویٰ کو مدنظر رکھ کر فتویٰ دیا تھا جس میں انہوں نے ایقاع ثلاث کا فتویٰ لوگوں کو محتاط رہنے کے لیے دیا تھا - شاید سائل نے متفرق مجالس میں تین طلاقیں دی تھیں -

محمد بن عمارہ بن عمرو بن حزم ابو ہریرہ کے ساتھ ایک مجلس کا حال بیان کرتے ہیں کہ: ''وہ ایک مجلس میں بیٹھے تھے- جہاں ابو ہریرہ بھی موجود تھے - اس مجلس میں دس سے اوپر شیوخ اصحاب رسول بیٹھے تھے - ابو ہریرہ انہیں حدیث رسولؐ بیان کرنے لگے - ان شیوخ میں سے بعض ابو ہریرہ کی حدیث نہیں جانتے تھے - وہ حدیث کو تمام پہلوؤں کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ سے دوبارہ سنتے تھے - اور ابو ہریرہ مکمل طور پر اس حدیث کا تعارف کراتے تھے - پھر ایک اور حدیث بیان کرتے اور شیوخ میں سے کچھ اور لوگ اسے نہ جانتے - تو اس طرح آپ پھر اس حدیث کا مکمل تعارف کراتے تھے - یہ عمل آپ کئی بار دہراتے تھے - محمد ابن عمارہ کہتے ہیں میں نے اس دن جانا کہ ابو ہریرہ حدیث رسولؐ کے سب سے بڑے حافظ ہیں -''۲۸

لوگ آپس میں وقت مقرر کر کے حضرت ابو ہریرہ کے پاس جایا کرتے تھے تاکہ ان سے حدیث رسولؐ سنیں - اس کی مثال مکحول کی روایت ہے - ''ایک شب لوگوں نے معاویہؓ کے قبہ میں جمع ہونے کا وعدہ کیا - جب وہ جمع ہوئے تو ابو ہریرہ کھڑے ہوئے اور صبح تک حدیث رسولؐ بیان کرتے رہے۔''۲۹ محمد ابن سیرین سے روایت ہے: ''ابو ہریرہ ہر جمعرات کو انہیں حدیث بیان کیا کرتے تھے''۔۴۰

حضرت ابو ہریرہ حدیث رسولؐ کے امین تھے - جب کسی چیز کے بارے میں اپنی رائے کا اظہار کرتے تو کہتے: ''یہ میں نے اپنی سمجھ سے کہا ہے۔''۴۱ یہ بات بے شمار دلائل سے ثابت ہے بکر ابن الاشج فرماتے تھے، ہم سے بشیر بن سعید نے فرمایا: ''اللہ سے ڈرو - حدیث کے بارے میں محتاط رویہ اختیار کرو - خدا کی قسم ہم ابو ہریرہ کی مجلس میں بیٹھے تھے - وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کرتے تھے - وہ کعب احبار سے روایت بیان کرتے تھے - پھر کھڑے ہو

جاتے تھے ۔ میں اپنے بعض ساتھیوں کو بعد میں سنتا کہ وہ حدیث رسولؐ کو کعب سے اور روایت کعب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرنے لگتے ۔ خدا سے ڈرو اور حدیث میں محتاط رویہ اختیار کرو۔''[۴۲]

حضرت ابو ہریرہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بے شمار احادیث بیان کی ہیں ۔ آپ کہا کرتے تھے: ''اصحاب رسول میں مجھ سے زیادہ کسی نے روایات بیان نہیں کیں ۔ سوائے عبداللہ بن عمروؓ کے کیونکہ وہ لکھ لیتے تھے اور میں لکھ نہیں سکتا تھا۔''[۴۳] بعض صحابہ نے حدیث ابو ہریرہ کو کثرت پر محمول کیا ہے کیونکہ وہ قلت روایت کی پالیسی پر عمل پیرا تھے ۔ تاکہ لوگ قرآن سے منہ نہ موڑ لیں ۔ اور قرآن کے علاوہ کسی اور چیز میں مشغول نہ ہو جائیں ۔ حضرت ابوہریرہ نے ان سے کہا: ''تم کہتے ہو کہ ابو ہریرہ رسولؐ سے حدیث بکثرت بیان کرتا ہے۔ اس کا اجر اللہ دینے والا ہے۔ تم دلیل دیتے ہو کہ مہاجر ان احادیث کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیوں بیان نہیں کرتے ؟ میرے مہاجر ساتھیوں کو ان کی زمینوں کی دیکھ بھال مشغول رکھتی تھی ۔ میں تو ایک مسکین آدمی تھا ۔ میں صرف پیٹ میں کچھ ڈالنے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہمہ وقت رہتا تھا ۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجالس میں سب سے زیادہ حاضریاں دینے والا تھا ۔ جب مہاجر غائب ہوتے تھے تو میں حاضر ہوتا تھا ۔ جب وہ بھول جاتے تھے تو میں یاد کر لیتا تھا ۔'' اس کے بعد دھاری دار چادر والا قصہ اور اپنے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاء کا ذکر کیا ۔ پھر کہا ''خدا کی قسم جو کچھ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اسے میں بالکل نہیں بھولا۔''[۴۴] آپ کہا کرتے تھے: ''خدا کی قسم اگر کتاب اللہ میں یہ آیت نہ ہوتی تو میں کبھی بھی کوئی حدیث بیان نہ کرتا'' پھر وہ یہ آیت تلاوت کرتے ۔ ان الذین یکتمون ما انزلنا من البینات والھدیٰ من بعد ما بیناہ للناس فی الکتاب اولئک یلعنھم اللہ عنون[۴۵] ۔ یعنی جو لوگ ہماری نازل کردہ آیات اور ہدایت کو چھپاتے ہیں بعد اس کے کہ ہم نے انہیں لوگوں کے لیے کتاب میں واضح کر دیا ہے ان پر اللہ اور لعنت بھیجنے والے فرشتے لعنت بھیجتے ہیں ۔

ولید بن عبدالرحمن روایت کرتے ہیں کہ ابو ہریرہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا: ''جس نے نماز جنازہ ادا کی اسے ایک قیراط ثواب ملے گا ۔ جس نے نماز پڑھی اور پھر جنازہ کے ساتھ چلا اسے دو قیراط کے برابر ثواب ملے گا'' ۔ عبداللہ بن عمر نے کہا: ''ذرا غور کرو کیا بیان کر رہے ہو ؟ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت زیادہ احادیث بیان کرنے لگے ہو۔'' ابو ہریرہ نے ابن عمرؓ

کا ہاتھ پکڑا اور انہیں حضرت عائشہ کے پاس لے گئے - ان سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا تو حضرت عائشہ نے فرمایا: ''ابو ہریرہ نے سچ کہا ہے''۔ اس کے بعد ابو ہریرہ نے کہا: ''اے ابو عبدالرحمان ! میں بازاروں میں خرید و فروخت کی وجہ سے نبی پاکؐ سے دور نہیں رہتا تھا - میری زندگی کا مقصد صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی بات ہوتی تھی جس کی مجھے آپؐ تعلیم فرماتے تھے - یا پھر ایک لقمہ ہوتا تھا جو آپؐ مجھے کھلاتے تھے۔''۴۶ ایک اور روایت میں ہے: ''کسی وادی میں کاشتکاری اور تجارت مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دور نہ رکھ سکتی تھی''۔ تو ابن عمر نے کہا: ''اے ابو ہریرہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور حدیث رسولؐ کو ہم سب سے زیادہ جاننے والا ہے۔''۴۷

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت ابو ہریرہ کی کثرت سماع اور اخذ علم کی اصحاب رسول نے بھی گواہی دی ہے - یہ تمام شہادات ابو ہریرہ کی کثرت حدیث کے گرد تمام ریب و ظنون کو ختم کر دیتی ہیں - حتیٰ کہ بعض صحابہ آپ سے حدیث روایت کرتے ہیں - کیونکہ آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ کچھ سنا تھا جو انہوں نے نہیں سنا تھا - اس کی مثال یہ ہے کہ ایک آدمی طلحہ بن عبیداللہ کے پاس آیا اور کہا: ''اے ابو محمد تم نے اس یمانی (ابو ہریرہ) کو دیکھا - کیا وہ تم سے زیادہ حدیث کا عالم ہے؟ - ہم تو اس سے ایسی اشیاء سنتے ہیں جو آپ سے نہیں سنتے - یا پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی احادیث بیان کرتا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان نہیں کیں''۔ طلحہ نے کہا: ''جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ اس نے نبیؐ سے وہ باتیں سنیں تو اس میں کوئی شک نہیں - میں تم سے اس کی وجہ بیان کرتا ہوں - ہم کئی کئی مکانوں اور مویشیوں کے مالک تھے - ہمارے پاس کئی کام ہوتے تھے - ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صرف صبح یا شام آتے تھے۔ابو ہریرہ ایک مسکین انسان تھا - وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مہمان ہوتا تھا - اس کا ہاتھ رسول اللہ کا ہاتھ ہوتا تھا - لہذا ہم اس میں شک نہیں کرتے کہ جو کچھ انہوں نے سنا ہے ہم نے نہیں سنا - اس شخص میں کوئی بھلائی نہیں ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ کچھ بیان کرتا پھرے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان نہیں فرمایا۔''۴۸

اشعث بن سلیم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں ، میں نے ابو ایوب انصاری کو ابو ہریرہ سے روایت کرتے سنا ہے - ان سے پوچھا گیا: ''تم صاحب رسول ہو کر ابو ہریرہ سے کیوں روایت کرتے ہو؟'' - حضرت ابو ایوب انصاریؓ نے جواب دیا: ''ابو ہریرہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ کچھ سنا ہے جو ہم نے نہیں

سنا - لہذا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بجائے ابو ہریرہ سے روایت کرنا زیادہ پسند کرتا ہوں۔''۴۹ ''حضرت ابوہریرہ بہت جری انسان تھے - آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ باتیں پوچھ لیتے تھے جو دوسرے لوگ پوچھنے کی جرأت نہیں کر سکتے تھے''۵۰ - آپ اس طرح پوچھتے تھے جس طرح سابقون اسلام پوچھتے تھے - آپ کثیر العلم اور واسع المعرفت تھے - اپنے اخوان اور تلامذہ کو جب احادیث بیان کیا کرتے تھے تو آپ انہیں کہا کرتے تھے : ''ابو ہریرہ کے سامنے ہم جیسے لوگوں کی زبان نہیں کھل سکتی - یعنی علم کی وجہ سے۔''۵۱

آپ کہا کرتے تھے:''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے علم کے دو برتن حفظ کیے ہیں - ایک تو میں نے لوگوں میں انڈیل دیا ہے - اگر دوسرا بھی انڈیل دوں تو گردنیں کٹ جائیں''۵۲ - حضرت ابو ہریرہ لوگوں کی ادراک و عقل کے مطابق حدیث بیان کرنا زیادہ پسند کرتے تھے - وہ عوام کو نفع مند اشیاء بیان کرتے تھے - یہی وجہ ہے کہ لوگ چونکہ اس برتن کو نہیں جانتے تھے لہذا اسے بیان کرنے سے انکار کر دیتے تھے -

## حضرت ابو ہریرہ کی قوت حافظہ

حضرت ابو ہریرہ حافظ حدیث تھے۔جو کچھ روایت کرتے تھے اس کے ضابط دقیق تھے - آپ کی شخصیت میں جو عظیم صفات جمع ہو گئی تھیں وہ ایک دوسری کی تکمیل کرتی تھیں - ان میں سب سے اول وسعت علم اور کثرت مرویات ہے - اور دوسری قوت حافظہ اور حسن ضبط تھی - یہی اہل علم کی غایت تمنا ہوتی ہے - میں ذکر کر آیا ہوں کہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے آپ کے لیے نہ بھولنے والے علم کی دعاء کی تھی -

اس کے ساتھ ساتھ طلب علم کے لیے جوش و خروش اور حرص علم بھی ابو ہریرہ کے بہت کام آئے -

آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہوئی احادیث کا مذاکرہ کیا کرتے تھے - اس مقصد کی خاطر آپ نے رات کا ایک حصہ وقف کیا ہوا تھا - فرماتے ہیں: ''میں نے رات کے تین حصے مقرر کیے ہوئے ہیں - ایک تہائی حصہ میں نماز پڑھتا ہوں ، ایک تہائی حصہ میں سوتا ہوں - اور ایک تہائی حصہ میں حدیث رسول یاد کرتا ہوں۔''۵۳

مروان کا کاتب ابو ذعیزعہ ایک واقعہ بیان کرتا ہے جس سے ابو ہریرہ کا حفظ و اتقان ثابت ہوتا ہے - ''مروان نے ابو ہریرہ کو بلا کر ان سے پوچھنا شروع کیا - اور مجھے تخت کے پیچھے بٹھا کر ان کی باتیں لکھنے کا حکم دیا -

حتیٰ کہ سال ختم ہونے کو آیا - مروان نے پھر ابو ہریرہ کو بلوایا - اور انہیں پردہ کے پیچھے بٹھا کر ان کی لکھی ہوئی کتاب کے بارے میں پوچھنا شروع کر دیا - ابو ہریرہ نے نہ کوئی چیز کم بتائی اور نہ زیادہ - نہ آگے کی اور نہ پیچھے کی''۵۴ - اس کی تائید صحابہ ، تابعون اور اہل علم نے بھی کی ہے -

## حضرت ابو ہریرہ اور فتویٰ

حضرت ابو ہریرہ صرف حدیث کے راوی ہی نہ تھے بلکہ وہ اپنے عہد میں قرآن و سنت اور اجتہاد کے رؤسائے علم میں سے تھے - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اور ملازمت میں آپ کو تفقہ فی الدین کے علاوہ ہر چھوٹی اور بڑی عملی سنت کے مشاہدہ کا موقع فراہم ہوا تھا - اس طرح آپ کے پاس احادیث کا بہت بڑا ذخیرہ جمع ہو گیا تھا - آپ عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں مسلمانوں کو درپیش اکثر مسائل شرعیہ کا حل بتایا کرتے تھے - ان تمام باتوں نے آپ کو بیس برس سے زائد عرصہ تک مسلمانوں میں فتویٰ دینے کے قابل بنا دیا تھا - حالانکہ اس عہد میں صحابہ کثیر تعداد میں موجود تھے - زیاد بن میناء کہتے ہیں : ''ابن عباس ، ابن عمر ، ابو سعید ، ابو ہریرہ اور جابر اپنے ہم مرتبہ علماء کے باوجود مدینہ میں عثمان کے سامنے فتویٰ دیا کرتے تھے - حتیٰ کہ تمام اللہ کو پیارے ہو گئے -'' زیاد کہتا ہے: ''انھی پانچ اشخاص پر فتویٰ ختم ہو گیا تھا -''۵۵

آپ حضرت عمرؓ کی طرف سے بحرین کے والی تھے - اور وہاں لوگوں کو فتویٰ دیا کرتے تھے - آپ کے اور حضرت عمرؓ کے فتاویٰ تقریباً یکساں نوعیت کے ہوتے تھے -۵۶ آپ ابن عباس کی موجودگی میں فتویٰ دیا کرتے تھے - آپ کے فتاویٰ کو یکجا کرنے کے لیے یہ مقام تنگ ہے - ہم افراط سے کام لینے والے نہیں ہیں کہ کہہ دیں کہ حضرت ابو ہریرہ فتاویٰ دینے والے صحابہ میں مکثرون میں شمار ہوتے تھے - بلکہ صحیح بات یہ ہے کہ آپ متوسطون میں سے تھے - جیسا کہ امام ابن حزم نے کہا ہے: ''فتاویٰ کے متوسطوں میں ابو بکر ، ام سلمہ، انس بن مالک ابو سعید خدری ، ابو ہریرہ ، عثمان بن عفان . . . یہ تیرہ آدمی ہیں - ان میں سے ہر ایک کے فتاویٰ کو ایک چھوٹے سے جزء میں جمع کیا جا سکتا ہے -''۵۷

## آپ کے شیوخ اور آپ سے روایت کرنے والے

حضرت ابو ہریرہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت پاکیزہ علم حاصل کیا تھا- حضرت ابو بکرؓ ، حضرت عمرؓ، حضرت فضل بن عباس بن عبدالمطلب ، حضرت ابی بن کعب ، حضرت اسامہ بن زید ، حضرت عائشہ ام المومنین اور

بصرہ بن ابی بصرہ جیسے صحابہ سے بھی آپ نے روایات بیان کی ہیں ۔ مشہور تابعی کعب حبر سے بھی روایت کی ہے ۔ بعض صحابہؓ بھی آپ سے روایت کرتے ہیں ۔ ان میں مشہور ترین حضرت ابن عباس ، حضرت ابن عمر ، حضرت انس بن مالک ، حضرت واثلہ بن اسقع اور حضرت جابر بن عبداللہ انصاری شامل ہیں[۵۸] ۔

تابعوں کی ایک خلق کثیر آپ سے روایت کرتی ہے ۔ بخاری کہتے ہیں ابوہریرہ سے آٹھ سو سے زائد اہل علم نے روایات بیان کی ہیں۔ ان میں صحابہ ، تابعون وغیرہم سب شامل ہیں ۔ ان تابعون میں حدیث و فقہ کے آئمہ اور اعلام بھی ہیں ۔ ان میں مشہور ترین یہ ہیں ۔ بشیر بن نہیک ، حسن بصری ، زید بن اسلم ، زید بن ابی عتاب ، سعید ابن یسار ، سعید بن مسیب ، سلیمان بن یسار ، شفی بن ماتع ، شہر بن حوشب ، عامر شعبی ، عبداللہ بن سعد مولی عائشہ ، عبداللہ بن عتبہ ھذلی ، عبدالرحمان بن ہرمزاعرج ، عبدالعزیز بن مروان ، عروہ بن زبیر ، عطاء بن ابی رباح ، غطاء بن یسار ، عمر بن خلدہ قاضی مدینہ ، عمرو بن دینار ، قاسم بن محمد، قبیصہ بن ذوٴیب ، کثیر بن مسرہ ، مروان بن حکم ، میمون بن مہران ، ھمام بن منبہ (انہوں نے ابوہریرہ کا مشہور صحیفہ لکھا ۔ جسے ڈاکٹر حمیداللہ نے شائع کر دیا ہے) ، ابو ادریس خولانی ، ابوبکر بن عبدالرحمان ، ابو سعید مقبری اور ابو صالح سمان وغیرھم ۔ اور ان کے علاوہ محمد بن سیرین ، محمد بن مسلم زہری ۔ یہ آپ سے ملے نہیں ۔ اور محمد بن المنکدر قابل ذکر ہیں[۵۹] ۔

## آپ سے روایات کی تعداد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سب سے زیادہ احادیث بیان کرنے والے حضرت ابو ہریرہ ہیں، اور آپ کی ملازمت رسولؐ، کثرت سوال اور حب علم اور ہر فرصت میں رسولؐ کے ساتھ مذاکرہ کو جاننے کے بعد ہمیں اس بات میں کوئی حیرت معلوم نہیں ہوتی ۔

امام بقی بن مخلد (۲۰۱ھ - ۲۷۶ھ) نے اپنی مسند میں ۵۳۷۴ احادیث درج کی ہیں ۔ صحیحان میں آپ کی مرویات کی تعداد ۳۲۵ ہے ۔ ۹۳ احادیث میں بخاری منفرد ہے اور ۱۸۹ احادیث میں مسلم منفرد ہے[۶۰] ۔

## حضرت ابو ہریرہ کو خراج تحسین

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے فرمایا : ''اے ابو ہریرہ میرا یہی خیال تھا کہ اس حدیث کے بارے میں تم سے پہلے مجھ سے کوئی سوال نہیں کرے گا ۔ کیونکہ میں حدیث کے لیے تمہاری حرص کو جانتا ہوں۔''[۶۱] حضرت ابو سعید خدری

سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : ''ابو ہریرہ علم کا مشکیزہ ہے'' حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں: ''اصحاب رسول ص میں سے کسی کے پاس مجھ سے زیادہ احادیث نہیں تھیں البتہ عبداللہ بن عمرو رض کے پاس تھیں کیونکہ وہ لکھ لیتے تھے اور میں نہیں لکھتا تھا ۶۲ ۔

حضرت عمر رض بن خطاب نے حضرت ابو ہریرہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اکثار حدیث سے منع کر دیا تھا ۔ جیسا کہ اور لوگوں کو بھی منع کیا تھا ۔ کیونکہ حضرت عمر رض اور بعض صحابہ کی پالیسی قلت روایت کی تھی ۔ کیونکہ اکثار میں خطاء کا زیادہ احتمال تھا ۔ ہو سکتا تھا لوگ قران سے منہ موڑ کر کسی اور چیز میں مشغول ہو جاتے ۔ اس کے باوجود جب حضرت عمر کو حضرت ابو ہریرہ کے ورع و تقویٰ کا پتہ چلا تو آپ نے حضرت ابو ہریرہ کو تحدیث کی اجازت دے دی ۔ حضرت ابو ھریرہ بیان کرتے ہیں: ''ایک بار عمر رض کو میری ایک بیان کردہ حدیث پہنچی ۔ مجھے بلا بھیجا اور پوچھا '' تم فلاں دن فلاں کے گھر میں ہمارے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے تھے'' میں نے کہا ''ہاں بیٹھا تھا۔ اور مجھے معلوم ہو گیا کہ ''آپ نے کس چیز کے لیے مجھ سے پوچھا ہے''؟ حضوت عمر نے پوچھا '' کس چیز کے لیے پوچھا ہے؟'' حضرت ابو ھریرہ نے کہا ''اس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا ۔ '' جس نے قصداً مجھ پر جھوٹ باندھا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے'' حضرت عمر نے کہا ''اچھا جاؤ تم حدیث بیان کیا کرو'' اس اجازت سے حضرت ابو ہریرہ کے لیے امیرالمومنین کی توثیق ثابت ہوتی ہے ۔۶۳

حضرت عبداللہ بن عمر رض بیان کرتے ہیں : ''اے ابو ہریرہ تم ہم سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لازم رہنے والے تھے ۔ اور حدیث کے ہم سے زیادہ عالم تھے'' ۔۶٤ ابن عمر رض سے پوچھا گیا : ''ابو ہریرہ جو کچھ بیان کرتے ہیں کیا تم ان میں سے کسی چیز کو منکر سمجھتے ہو؟'' ابن عمر رض نے کہا ''نہیں لیکن وہ جرأت مند تھے اور ہم بزدل تھے ۔ (یعنی ہم ہر بات رسول اللہ سے نہیں پوچھ سکتے تھے) ۔''۶۵ ایک اور روایت میں ابن عمر رض کہتے ہیں ''ابو ہریرہ مجھ سے بہتر ہیں ۔ اور جو کچھ بیان کرتے ہیں اسے مجھ سے زیادہ جاننے والے ہیں۔''۶۶ ابن عمر رض ، حضرت ابو ہریرہ پر اکثر ترحم کیا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے: ''ابو ہریرہ مسلمانوں کے لیے حدیث رسول ص کو محفوظ رکھنے والے تھے)۶۷ ۔ حضرت اُبی بن کعب فرماتے ہیں: ''ابو ہریرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بہت جری تھے ۔ وہ ایسی اشیاء پوچھتے تھے جو ہم نہیں پوچھ سکتے تھے''۶۸ ۔ جب ابن عمر رض نے حدیث جنازہ کے بارے میں جسے ابو ہریرہ روایت کرتے تھے سیدہ عائشہ رض سے پوچھا تو آپ نے فرمایا: ''ابو ہریرہ نے سچ کہا ہے۔''۶۹

طلحہ بن عبیداللہ نے کہا: ”ہم اس بارے میں کوئی شک نہیں کرتے کہ ابو ہریرہ نے وہ کچھ سنا جو ہم نے نہیں سنا“۔[۷۰] ایک آدمی نے حضرت زید بن ثابت سے کوئی بات پوچھی تو فرمایا: ”جاؤ ابو ہریرہ سے پوچھو“۔[۷۱] ایک آدمی ابن عباس کے پاس ایک مسئلہ لے کر آیا تو انہوں نے حضرت ابو ہریرہ سے کہا: ”اے ابو ہریرہ انہیں فتویٰ بتاؤ تمہارے سامنے ایک پیچیدہ مسئلہ آ گیا ہے“۔[۷۲] کعب احبار کہتے ہیں: ”میں نے بغیر تورات پڑھے ابو ہریرہ سے بڑھ کر اس کا عالم نہیں دیکھا“۔[۷۳] محمد بن عمارہ بن حزم کہتے ہیں ”... اس دن میں نے جان لیا کہ ابو ہریرہ حدیث رسول ؐ کے سب سے بڑے حافظ ہیں“۔[۷٤] یہ اس وقت کی بات ہے جب ابن حزم ایک ایسی مجلس میں حاضر تھے۔ جس میں اصحاب رسول ؐ کے شیوخ تشریف فرما تھے۔ اور ابو ہریرہ انہیں حدیثیں سنا رہے تھے۔ انہیں جب آپس میں کسی حدیث کی معرفت حاصل نہ ہو سکتی تھی تو وہ ابو ہریرہ سے رجوع فرماتے تھے تو حدیث پہچان لیتے۔ ابو صالح سمان فرماتے ہیں: ”ابو ہریرہ اصحاب رسول ؐ میں سب سے زیادہ حدیث کے حافظ تھے“۔[۷۵] امام شافعی نے کہا: ”ابو ہریرہ اپنے زمانے میں حدیث روایت کرنے والوں میں سب سے زیادہ حافظ تھے“۔[۷٦] بخاری کہتے ہیں: ”تقریباً آٹھ سو اہل علم نے ابو ہریرہ سے روایت بیان کی ہے۔ وہ اپنے زمانے کے راویان حدیث میں سے سب سے بڑے حافظ تھے“۔[۷۷] امام ذہبی (۷۳٦ھ-۷٤۸ھ) فرماتے ہیں: ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہوئی احادیث کو حفظ کرنے میں اور صحیح حروف کے ساتھ ادا کرنے میں ابو ہریرہ پہ بات ختم ہے“۔ ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں: ”ابو ہریرہ پختہ حفظ کے مالک تھے۔ ہم نہیں جانتے انہوں نے حدیث میں کبھی غلطی کی ہو“۔[۷۸]

ابن کثیر (م۷۷٤ھ) کہتے ہیں: ”ابو ہریرہ صدق، دیانت، عبادت، زہد اور عمل صالح میں ایک عظیم مرتبہ کے مالک تھے“۔[۷۹] حافظ ابن حجر عسقلانی (۷۷۳ھ—۸۵۲ھ) کہتے ہیں ”ابو ہریرہ اپنے عہد کے حدیث روایت کرنے والوں میں سب سے زیادہ حافظ تھے۔ جس قدر ذخیرہ علم صرف آن سے آیا ہے وہ تمام صحابہ سے بھی نہیں آیا“۔[۸۰] آپ فیضان الٰہی کی بہت بڑی لہر تھے۔ جس کی گواہی رؤسائے علم نے دی ہے۔ آپ کی وسعت علم اور کثرت حدیث مسلمانوں پر مخفی نہیں رہی۔ یہی وجہ ہے آپ راویان حدیث کے سرخیل نظر آتے ہیں۔

## ابو ہریرہ سے اصح الطرق

ابن مدینی سے روایت کیا گیا ہے کہ مطلق اصح الاسانید یہ ہے۔ حماد بن زید بن ایوب عن، محمد بن سیرین عن ابی ہریرہ ۔[۸۱] سلمان بن داؤد کہتے ہیں: ”تمام

اسانید میں اصح الاسانید یہ ہے۔ یحییٰ بن ابی کثیر عن ابی سلمہ عن ابی ہریرہ‘‘ ۔[۸۲]

دوسرے محدثین ابو ہریرہ سے صحیح ترین روایت مندرجہ ذیل اسانید سے بتاتے ہیں ۔

۱۔ زہری عن سعید بن مسیب عن ابی ہریرہ ۔

۲۔ ابو الزناد عن الاعرج عبدالرحمن بن ہرمز عن ابی ہریرہ ۔

۳۔ ابن عون و ایوب عن محمد بن سیرین عن ابی ہریرہ ۔

۴۔ مالک عن زہری عن سعید بن مسیب عن ابی ہریرہ[۸۳] ۔

۵۔ سفیان بن عینیہ عن زہری عن سعید بن مسیب عن ابی ہریرہ ۔

۶۔ معمر عن زہری عن سعید بن مسیب عن ابی ہریرہ ۔

۷۔ اسماعیل بن ابی حکیم عن عبیدہ بن سفیان حضرمی عن ابی ہریرہ ۔

۸۔ معمر عن همام بن منبہ عن ابی ہریرہ[۸۴] ۔

## حوالہ جات

۱۔ ذہبی ، تاریخ اسلام، ج ۲، ص ۳۳۳، مکتبة القدسی قاہرہ، ۱۹۴۷ء - ۱۳۵۷ھ
آپ کے نام اور آپ کے والد کے نام کے بارے میں مختلف اقوال ہیں ۔

۲۔ ابن حجر ، الاصابہ فی تمیز الصحابہ، ج ۳ ، ص ۲۰۰-۲۰۲، المکتبة التجاریة الکبری شارع محمد علی، قاہرہ، ۱۹۳۹

۳۔ آپ کا رنگ سفید بھی آیا ہے ۔ دونوں روایات میں کوئی تعارض نہیں ۔ صحرائی آب و ہوا سے چہرہ مائل بہ بیاض ہو جاتا ہے ۔ لہذا آپ کے چہرے مہرے کو بیاضی کہنے میں کوئی حرج نہیں ۔

۴۔ ابن سعد، الطبقات الکبری، ج ۴، ص ۵۹ قسم ۲ مطبعة بریل، لیڈن، ۱۳۲۲ھ

۵۔ ذہبی، سیر اعلام النبلاء، ج ۲، ص ۴۲۵، دار المعارف قاہرہ، ۱۹۶۲ء

۶۔ ابو نعیم الاصفہانی ، حلیة الاولیاء و طبقات الاصفیاء ، ج ۱، ص ۳۷۶ - مصر ۱۹۳۲ء

۷- ابن کثیر، البدایة والنہایة، ج ۸، ص ۱۰۵، مطبعة السعادہ، قاہرہ، ۱۹۳۲ء

۸- حلیة الاولیاء، ج ۱، ص ۲۸۰

۹- امام احمد مسند، ج ۲، ص ۸۹، تحقیق احمد محمد شاکر، دارالمعارف قاہرہ

۱۰- سیر اعلام النبلاء، ج ۲، ص ۴۳۹

۱۱- حلیة الاولیاء، ج ۱، ص ۳۷۹

۱۲- طبقات، ج ۴، ص ۵۳-۵۵

۱۳- حلیة الاولیاء، ج ۱، ص ۳۸۱

۱۴- البدایة والنہایة، ج ۸، ص ۱۱۲

۱۵- سیر اعلام النبلاء، ج ۲، ص ۴۳۹

۱۶- تاریخ اسلام، ج ۲، ص ۳۳۶

۱۷- ابن قتیبہ، عیون الاخبار، ج ۱، ص ۵۳، مطبعة دارالکتب المصریة قاہرہ، ۱۹۲۵ء

۱۸- طبقات، ج ۴، ص ۵۹

۱۹- ابن حجر، تہذیب التہذیب، ج ۱۲، ص ۲۶۷، حیدرآباد دکن، ہند، ۱۳۲۵ھ

۲۰- طبقات، ج ۴، ص ۶۰

۲۱- ایضاً، حضرت عمرؓ نے قرآن کی اس آیت کی طرف اشارہ کیا تھا جس میں حضرت یوسف علیہ السلام نے عزیز مصر سے کہا تھا "اجعلنی علی خزائن الارض انی حفیظ امین، یوسف، آیت، ۵۵- ایک روایت کے مطابق ابو ہریرہ ۲۱ھ تا ۲۴ھ علاء بن الحضرمی کے بعد بحرین کے والی رہے -

۲۲- ابن الاثیر الکامل فی التاریخ، ج ۳، ص ۱۸، ادارہ الطباعة المنیریہ مصر- طبری، تاریخ الرسل والملوک، ج ۳، ص ۸۹

۲۳- ابن حجر، فتح الباری، ج ۱۳، ص ۲۵-۲۶، مطبعة مصطفی البابی الحلبی، قاہرہ ۱۹۵۹ء مصر ۱۹۳۹ء

۲۴- سیر اعلام النبلاء، ج ۲، ص ۴۴۱

۲۵- طبقات، ج ۴، ص ۶۰-۶۱

۲۶- حلیة الاولیاء، ج ۱، ص ۳۸۵

۲۷- البداية والنهاية، ج ۸، ص ۱۱۳

۲۸- ایضاً

۲۹- ایضاً

۳۰- الاصابہ، ج ۳، ص ۲۰۷

۳۱- البداية والنهاية، ج ۸، ص ۱۱۴

۳۲- طبقات، ج ۴، ص ۶۳

۳۳- تہذیب التہذیب، ج ۱۲، ص ۲۶۶

۳۴- فتح الباری، ج ۱، ص ۱۰۳، مسند، ج ۵، ص ۲۰۷

۳۵- تہذیب التہذیب، ج ۱۲، ص ۲۶۶

۳۶- ذہبی، تذکرۃ الحفاظ، ج ۱، ص ۳۳، حیدرآباد دکن ہند، ۱۳۳۳ھ۔ یہ حدیث صحیح ہے۔ بخاری نے اسے روایت کیا ہے۔ فتح الباری، ج ۱، ص ۲۲۵

۳۷- سیر اعلام النبلاء، ج ۲، ص ۴۳۷

۳۸- ایضاً ص ۴۴۴۔ اس کو بخاری نے اپنی ''صحیح'' میں اور بیہقی نے ''مدخل'' میں بیان کیا ہے۔ فتح الباری، ج ۱، ص ۲۲۵

۳۹- خطیب بغدادی، الجامع الاخلاق الراوی و آداب السامع ص ۱۱۴: آدارلکتب المصریہ، مخطوط، بحوالہ السنہ قبل التدوین، ص ۳۲۲

۴۰- ایضاً، ص (۱۳ : ب)

۴۱- ابن قیم، اعلام الموقعین عن رب العالمین، ج ۱، ص ۱۲۰ - تحقیق محمد محیی الدین عبدالحمید، مطبعة السعادة، مصر ۱۹۵۵ء

۴۲- البداية والنهاية، ج ۸، ص ۱۰۹

۴۳- فتح الباری، ج ۱، ص ۲۱۷

۴۴- طبقات ج ۴، ص ۵۷

۴۵- البقرة، آیت ۵۹

۴۶- طبقات ج ۴، ص ۵۷

۴۷- البدایہ والنہایہ، ج ۸، ص ۱۰۷، ترمذی نے ابن عمرؓ کا یہ قول درج کر کے "حسن" کہا ہے۔ فتح الباری، ج ۱ ص ۲۵

۴۸- سیر اعلام النبلاء میں "طلیحہ" درج ہے۔ لیکن جیسا کہ فتح الباری میں ہے صحیح "طلحہ" ہے۔

۴۹- ایضاً، ص ۴۳۶

۵۰- ایضاً، ص ۴۵۱

۵۱- ایضاً، ص ۴۲۰ - اسے محمد بن ارشد مکحول سے روایت کرتے ہیں۔

۵۲- تذکرۃ الحفاظ، ج ۱، ص ۳۴

ابو ہریرہ نے رسول اللہ سے حفظ کیا ہوا صرف ایک برتن پھیلایا مگر دوسرا نہیں پھیلایا اس کی وجہ محض یہ تھی کہ کہیں لوگ آپ کی تکذیب شروع نہ کر دیں۔ ایک روایت میں آپ نے کہا، جو کچھ میں جانتا ہوں اگر وہ سب کچھ آپ لوگوں کو بتا دوں تو تم لوگ مجھے پاگل کہنا شروع کر دو گے۔ ایک اور روایت میں ہے تم مجھ پر گوبر پھینکنے لگو گے۔ اس روایت کے راوی حسن کہتے ہیں، خدا کی قسم ابو ہریرہ سچ کہتے تھے۔ اگر وہ ہمیں یہ بتا دیتے کہ بیت اللہ منہدم کیا جائے گا یا اسے نذر آتش کیا جائے گا تو لوگ کبھی بھی ان کی تصدیق نہ کرتے۔ "طبقات، ج ۴، ص ۱۱۹"۔ ہو سکتا تھا عوام جذباتی ہو کر آپ کی زندگی ہی ختم کر دیتے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ نے آپ کو دو قسم کے علوم عطا فرمائے تھے۔ ایک علم وہ جو مکارم اخلاق اور احکام سے تعلق رکھتا تھا۔ دوسرا قیامت کی نشانیوں، فتن اور امراء سوء کی بداعمالیوں سے متعلق تھا۔ پہلا علم تو آپ نے پھیلا دیا دوسرے علم کو بھی اشاروں کنایوں میں پھیلا دیتے تھے۔ مثلاً حدیث ہے "میں ۶۰ ہجری کے آخر اور لونڈوں کی حکومت سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں"۔ یا یہ حدیث "ہائے افسوس اس مصیبت پر جو عربوں پر ٹوٹنے والی ہے"۔ ملاحظہ ہو "فتح الباری" ج ۱ ص ۲۲۷، سیر اعلام النبلاء، ج ۲، ص ۴۳۰۔ امام ابن تیمیہ نے رسول اللہؐ کی ان پیشین گوئیوں کا ذکر کر دیا ہے جو بعد میں پوری ہوئیں۔ بملاحظہ "الرد علی المنطقیین" ص ۴۴۵

۵۳- دارمی سنن، ج ۱، ص ۸۲، مطبعۃ الاعتدال، دمشق ۱۳۴۹ھ

۵۴- البدایہ والنہایہ، ج ۸، ص ۱۰۶

۵۵- تاریخ الاسلام، ج ۲، ص ۳۳۷

۵۶- سیر اعلام النبلاء، ج ۲، ص ۴۴۵ - ۴۴۶

۵۷- ابن حزم، الاحکام فی اصول الاحکام، ج ۲، ص ۱۳۴ ;۱۳۵- فصل فی فضل الاکثار من الروایة للسنن - تحقیق احمد محمد شاکر (ایکن چھوٹے سے جزء والا حوالہ اعلام الموقعین، ج ۱، ص ۱۲ نے دیا ہے) -

۵۸- منشورات دارالآفاق الجدیدہ بیروت ۱۹۸۰ء، ابن العماد، شذرات الذہب، المکتب البخاری بیروت، ج ۱، ص ۶۱-۶۴

۵۹- تہذیب التہذیب، ج ۱۲، ص ۲۶۳-۲۶۵ - وہ آئمہ جن کی روایات ابو ہریرہ سے صحاح ستہ میں موجود ہیں - ان کو ذکر نہیں کیا -

۶۰. سیر اعلام النبلاء، ج ۲، ص ۴۳۶

۶۱- البارع الفصیح فی شرح جامع الصحیح، ص ۹ (مخطوط) بحوالہ السنہ التدوین ص ۴۳۰

ابن حزم کے مطابق بخاری و مسلم کی متفق احادیث کی تعداد جو ابوہریرہ سے بیان کی گئی ہیں ۳۲۶ ہے - اس کے علاوہ بخاری ۹۳ احادیث میں اور مسلم ۹۸ احادیث میں منفرد ہیں۔ الفصل فی الملل والاہواء والنحل ج ۴، ص ۸

۶۲- فتح الباری، ج ۱، ص ۲۰۶

۶۳- ابن عبدالبر، جامع بیان العلم، ج ۱، ص ۷۰ - اس کی سند پر عطاء نے تنقید کی ہے - کیونکہ زید عمی کے بارے میں اختلاف ہے جو سند میں آیا ہے - میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۶۳

۶۴- سیر اعلام النبلاء، ج ۲، ص ۴۳۴- اس کی سند میں بھی یحییٰ بن عبیداللہ ہے- اس کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے - میزان الاعتدال، ج ۳، ص ۲۹۷ - لیکن روایت دوسرے طریقے سے بھی مروی ہے -

۶۵- الرامہرمزی المحدث الفاصل بین الراوی و الواعی، ص ۴۳۱ آ، مخطوط بحوالہ السنہ قبل التدوین ص ۳۲ ترمذی میں ہے تم ہم سے زیادہ معرفت رکھنے والے ہو اور اسے حسن کہا۔

۶۶- سیر اعلام النبلاء، ج ۲، ص ۴۳۷